عشق واتباع رسول کے چند نمونے

مدیر کے قلم سے

محسن انسانیت سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے اہل اللہ کی دنیا آباد رہتی ہے، آپ کے ذکر سے اُن کی زبانیں تر اور اُن کی آرزوئیں معطر رہتی ہیں، وہ کون سا دل ہوگا جس میں ایمان کا دیا روشن ہو اور آپ کے ذکر کے لئے بے تاب نہ ہو، وہ کیسی آنکھیں ہوں گی جو روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے ترستی نہ ہوں، وہ کون سے قدم ہوں گے جو مدینہ کی طرف لپکتے نہ ہوں اور وہ کون سے ہاتھ ہوں گے جو رکابِ مدینہ پکڑنے کے لئے تڑپتے نہ ہوں...... ایک مومن کا دل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کے لئے بے تاب، مومن کی آنکھیں دیارِ حبیب کے لئے اشکبار، اُس کا ذوقِ نظر، اُن ہی کے تصور سے گہر بار اور اس کے لبوں کو ان ہی کے اسم بوسی کا انتظار رہتا ہے، یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے کہ عشقِ رسول کی اِس دولتِ بے بہا سے کسے کتنا حصہ ملتا ہے، آیئے! آج برصغیر کے چند ایسے ہی نصیب والے علماء کے چند واقعات اور مشکبو نعتیہ کلام کا ذکر کرتے ہیں:

☆......مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اپنے دور میں علمائے حق کے سرخیل تھے، ان سے کسی نے پوچھا: ''حضرت! اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ کی ایک دعا قبول ہوگی تو آپ کیا دعا کریں گے''؟ فرمانے لگے: ''میں دعا کروں گا کہ اے اللہ! حضرات صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو عشق ومحبت تھا، مجھے بھی اس میں سے کچھ حصہ مل جائے''۔

☆......دار العلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو جذب وکیف کا ایک عجیب عالم اُن پر طاری ہوا، جوتے اتار دیئے اور ننگے پاؤں چلنے لگے، پاؤں راستے کے کنکروں اور پتھروں سے لہولہان ہوگئے، لیکن انہیں اس کا ہوش نہ تھا، ایک طرف ادب واحترام میں ان کا یہ مقام تھا اور دوسری طرف اتباعِ سنت کا اس قدر خیال تھا کہ...... جب جہادِ آزادی میں ان کی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا تو تین دن تک روپوش رہے اور پھر برسرِ عام پھرنے لگے، عقیدت مندوں نے بڑی منت سماجت کی کہ حضرت! آپ روپوش رہیں، فرمانے لگے: ''حضور اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار ثور میں تین دن روپوش رہے تھے، اس سنت پر عمل ہوگیا، معلوم نہیں پھر اس سنت پر عمل کا موقع ہاتھ آتا ہے یا نہیں؟''...... اس لئے تین دن سے زیادہ روپوشی اختیار نہیں کی اور اس طرح ایک سنت پر عمل کرنے کے لئے انہوں نے گرفتاری کا خطرہ مول لیا۔

☆...... حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تصانیف سے آج ایک دنیا فیض یاب ہو رہی ہے، ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ ایک دن مجھے خیال آیا کہ ہم اتباع سنت کا بہت ذکر کرتے ہیں، مگر اس کا کچھ حصہ ہمارے اعمال میں ہے بھی کہ نہیں؟...... چنانچہ میں تین دن تک صبح سے رات تک اپنے تمام اعمال کا بغور جائزہ لیتا رہا، دیکھنا یہ تھا کہ کتنی اتباع سنت ہم لوگ عادتاً کرتے ہیں، کتنی اتباع کی توفیق علم حاصل کرنے کے بعد ہوئی اور کتنی باتوں میں اب تک محرومی ہے؟ تین دن تک تمام امور زندگی اور معمولاتِ روز و شب کا جائزہ لینے کے بعد اطمینان ہوگیا کہ الحمدللہ معمولات میں کوئی عمل خلاف سنت نہیں۔

☆...... بزم اشرف کے روشن چراغ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے نام اور کام سے اہل علم واقف ہیں...... ان کی شہرۂ آفاق کتاب ''اعلاء السنن'' گزشتہ صدی علم حدیث میں لکھی جانے والی چند عظیم کتابوں میں سرفہرست ہے، اٹھارہ جلدوں پر مشتمل اس کتاب نے عرب اور عجم دونوں میں بڑی مقبولیت حاصل کی، مولانا حج کرنے گئے، یہ وہ زمانہ تھا جب وہاں دولت کی ریل پیل نہ تھی اور حجاز کی زمین نے تیل کے خزانے ابھی نہیں اگلے تھے، مولانا مدینہ منورہ گئے، دیارِ حبیب کے کیا مکین، کیا بام و در، ہر ذرہ حبیب ہوتا ہے...... مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ ایک دن کھانے سے فارغ ہوئے، دسترخوان کسی اونچی جگہ جھاڑا گیا تاکہ روٹی کے بچے کچے ٹکڑے چرند پرند کھالیں، کچھ دیر بعد مولانا نے دیکھا کہ مدینہ منورہ کا ایک آٹھ نو سالہ معصوم بچہ وہ ٹکڑے کھا رہا ہے، مولانا اسے دیکھ کر بے چین ہوگئے، بچے کو ساتھ لائے، کھانا کھلایا، پوچھا کہ تمہارے ابا کیا کرتے ہیں؟ کہنے لگا ''میں یتیم ہوں'' مولانا نے کہا ''بیٹا! تم میرے ساتھ ہندوستان چلو، میں تمہیں اچھے اچھے کھانے کھلاؤں گا، عمدہ کپڑے پہناؤں گا، تمہیں تعلیم دلاؤں گا اور جب بڑے عالم بن جاؤ گے تو میں خود تمہیں مدینہ منورہ لے آؤں گا، تم جاؤ اور اپنی والدہ سے اجازت لے لو'' بچہ گیا اور والدہ نے جانے کی اجازت دے دی کہ وہ بے چاری تو پہلے ہی سے اس کی کفالت سے عاجز تھی، بچے نے معصومیت کے عالم میں مولانا کی انگلی پکڑ کر پوچھنا شروع کیا...... ''مجھے وہاں چنے ملیں گے، کھجوریں ملیں گی......؟'' مولانا نے کہا ''بیٹا! یہ سب کچھ وہاں وافر مقدار میں ملے گا''...... اچانک اس نے مسجد نبوی کے دروازے اور روضے مبارک کی طرف اشارہ کرکے کہا ''بابا! یہ دروازہ اور یہ روضہ بھی وہاں ملے گا؟......'' مولانا نے کہا ''وہاں یہ روضہ ہوتا تو پھر ہمیں یہاں آنے کی کیونکر ضرورت پیش آتی، بیٹا! یہ

دروازہ، یہ روضہ وہاں نہیں ملے گا“...... بچے کا رنگ بدلا اور کہنے لگا: ”بابا! یہ روضہ وہاں نہیں، تو اسے چھوڑ کر میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا“ اور یہ کہہ کر رونے لگا، مولانا ظفر احمد عثمانی بھی بچے کا جواب سن کر اور اس کا یہ جذبہ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔

☆...... مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ گئے، وہیں انہوں نے عشق و محبت کے تاثر میں ڈھلی ہوئی ایک نعت کہی، نعت کے یہ اشعار پڑھیے اور اندازہ لگائیں کہ کس عالم میں کہے گئے ہیں:

پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے — پھر نامِ خدا، روضۂ جنت میں قدم ہے
پھر شکر خدا سامنے محراب نبی ہے — پھر سر ہے مرا اور ترا نقش قدم ہے
محراب نبی ہے کہ کوئی طور تجلی — دل شوق سے لبریز ہے اور آنکھ بھی نم ہے
پھر منتِ دربان کا اعزاز ملا ہے — اب ڈر ہے کسی کا نہ کسی چیز کا غم
پھر بارگہِ سید کونین میں پہنچا — یہ ان کا کرم، ان کا کرم، ان کا کرم ہے
یہ ذرۂ ناچیز ہے خورشید بہ داماں — دیکھ ان کے غلاموں کا بھی کیا جاہ و حشم ہے
ہر موئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر — کم ہے بخدا ان کی عنایات سے کم ہے
رگ رگ میں محبت ہو رسولِ عربی کی — جنت کے خزائن کی یہی بیعِ سَلَم ہے
وہ رحمت عالم ہے شہِ اسود و احمر — وہ سیدِ کونین ہے آقائے امم ہے
وہ عالمِ توحید کا مظہر ہے کہ جس میں — مشرق ہے نہ مغرب ہے عرب ہے نہ عجم ہے
دل نعتِ رسولِ عربی کہنے کو بے چین — عالم ہے تحیّر کا زباں ہے نہ قلم ہے

☆...... حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کو عمر کے آخری حصے میں بڑے صدمات پہنچے، وہ دارالعلوم دیوبند کے تقریباً نصف صدی مہتمم رہے، لیکن آخر میں کچھ رفقاء ان سے بچھڑ گئے اور بعض دردناک واقعات پیش آئے، اسی عالم میں انہوں نے ایک نعت کہی، پڑھیے اور دیکھئے، دل کی دنیا میں کیسے ہلچل مچاتی ہے:

نبی اکرم، شفیعِ اعظم، دکھے دلوں کا پیام لے لو — تمام دنیا کے ہم ستائے، کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا — نہیں کوئی ناخدا ہمارا، خبر تو عالی مقام لے لو
قدم قدم پہ ہے خوف رہزن، زمین بھی دشمن فلک بھی دشمن — زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن، تم ہی محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے، کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے — تمام دنیا خفا ہے ہم سے، خبر تو خیر الأنام لے لو
یہ کیسی منزل پہ آ گئے ہیں، نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی سے — تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو
یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیب مزارِ اقدس پہ جا کے اک دن — سناؤں ان کو میں حالِ دل کا، کہوں میں ان سے سلام لے لو

☆......اور بارگاہِ رسالت میں مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کے یہ چند نعتیہ اشعار بھی ملاحظہ ہوں:

ہر ایک سے ٹکرا کر، ہر شغل سے گھبرا کر — ہر فعل سے شرما کر، ہر کام سے پچھتا کر
آمد بدرت بنگر، اے خاتم پیغمبر

نے ساز نے سامانے، نے علم نے عرفانے — نے فضل نہ احسانے، نے دین نے ایمانے
آمد بدرت بنگر، اے خاتم پیغمبر

باچاک گریبانے، با سینۂ بریانے — بادیدہ گریانے، با اشک فراوانے
آمد بدرت بنگر، اے خاتم پیغمبر

بانالہ و افغانے، باسوزش پنہانے — بادانش حیرانے، باعقل پریشانے
آمد بدرت بنگر، اے خاتم پیغمبر

اے سرور ہر سرور، اے رہبر ہر رہبر — اے آنکہ توئی افسر، ہر کہتر وہر مہتر
فی المبدأ والمحشر، اے ہستی تو محور — للاکبر والاصغر، اے طلعت تو مظہر
للاول والآخر، اے رحم جہاں پرور — آقائے کرم گستر، آمد بدرت بنگر

برصغیر کے علمائے حق کی یہ وہ جماعت ہے جس کے شب وروز کا ایک ایک عمل، جس کی زبان کا ایک ایک قول اور جس کی زندگی کا ایک ایک معمول......سنتِ رسول کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا، معاملات سے لے کر عبادات تک اور اخلاق وعادات سے لے کر معاشرت تک ہر ہر شعبے میں ان کی زندگی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کا نمونہ تھی، اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، آتے جاتے، ملتے جلتے......اس طرح کے بے شمار طبعی امور میں بھی سنتوں کا نہ صرف خیال رکھتے بلکہ پابندی کے ساتھ ان پر عمل پیرا بھی ہوتے کہ عشق رسول نام ہی اتباع رسول کا ہے، اتباع رسول کے بغیر عشق رسول کا دم بھرنا ''عشق ومحبت'' کی نزاکتوں کی توہین نہیں تو اور کیا ہے؟

☆☆......☆☆